کتاب دوست

حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ

از:۔ خلیل احمد رانا

پیشکش:۔ محمد احمد ترازی

کتاب دوست حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۶۸ء سے ۱۹۷۰ء کا دور مجھے کو یاد ہے ہمارے جنوبی پنجاب میں دوسری جماعتوں کے مقابلہ میں اہل سنت کا کوئی قابل ذکر اشاعتی ادارہ نہیں تھا، جنوبی پنجاب کے شہر بہاولپور شہر کی حالت یہ تھی کہ اسے دوسرا دیوبند کہا جاتا تھا، علامہ محمد عبدالحق ہاشمی، ایم اے (لندن ، برطانیہ) اپنے ایک مضمون میں اس دور کا حال لکھتے ہیں :

" اسلامی یونیورسٹی بہاول پور کے ابتدائی دور میں ایک ایسا وقت بھی تھا کہ سنی طلبہ میں مایوسی تھی، کیونکہ ایک دو کے سوا جامعہ کے اساتذہ کی اکثریت کا تعلق ایسے مکتبہ فکر سے تھا جن کا عقائد اہل سنت وجماعت سے اتفاق نہ تھا، بڑی گھٹن تھی، دینی جلسوں جلوسوں کے علاوہ کلاسوں کے اندر بھی درس وتدریس میں عقیدہ مسلک حق اہل سنت وجماعت پر طنز واستہزاء کا عنصر شامل ہوتا اور بیرونی فضا یہ تھی کہ اگر میں لکھوں تو مبالغہ نہ ہوگا کہ بہاولپور شہر میں انسانوں کے علاوہ وہاں کے اینٹ پتھر بھی اہل سنت کے حریف نظر آرہے تھے، اہل سنت کی سب سے بڑی جامع مسجد میں پہلی بار نماز جمعہ پڑھنے گئے تو کل تیرہ نفوس تھے، اگر عوام میں اہل سنت تھے بھی تو دوسرے عقائد کی متعدد درسگاہوں اور مساجد اور ان میں لگے ہوئے سمع خراش لاؤڈ اسپیکروں میں زہر افشانی سے مغلوب تھے، تقریریں ہوتیں شور شرابا ہوتا مگر " صلوٰۃ وسلام " کی آواز سنائی نہ دیتی، صلوٰۃ وسلام پڑھنا تو در کنار ناچیز کو اچھی طرح یاد ہے کہ لاہور ریڈیو اسٹیشن سے نشر ہونے والی محفل میلاد کے اختتام پر صلوٰۃ وسلام ہوا تو بعض دکانداروں نے ریڈیو بند کردیئے۔

شہر کے علاوہ اسلامی یونیورسٹی کے اندر بھی تعصب کی یہی حالت تھی، ایک بار چند اہل سنت ساتھی ریڈیو پر نشر ہونے والی " محفل میلاد " ہوسٹل کے ایک کمرے میں بیٹھ کر سن رہے تھے

کہ چند شر پسند صلوٰۃ وسلام کی آواز سن کر فساد کی نیت سے آ گئے، انہیں غلط فہمی ہو گئی تھی کہ طلبہ از خود "صلوٰۃ وسلام" پڑھ رہے ہیں، مگر جب انہوں نے دیکھا کہ یہ صرف کمرے کی آواز نہیں بلکہ ذکر مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صدائیں ملک کے ہزاروں ریڈیوز سے پورے ملک کے اندر گونج رہی ہیں تو خجالت وشرمندگی سے کچھ آوازے کسے اور واپس چلے گئے۔

(محمد جمیل الرحمٰن سعیدی، امام کاظمی، مطبوعہ کاظمی پبلی کیشنز ملتان ۲۰۱۴ء، ص ۱۳۶)

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

"مجھے یاد ہے کہ ریڈیو پاکستان پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نعت پڑھنے پر پابندی تھی، معاندین رضا کے پراپیگنڈے کا یہ اثر تھا کہ کسی سرکاری تقریب میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ کی نعت پڑھنا دشوار تھا، علامہ اقبال، حفیظ جالندھری اور مولانا ظفر علی خاں کا کلام پڑھا جاتا، اگر کہیں کوئی پروگرام منیجر اجازت دے بھی دیتا تو ساتھ ہی کہتا کہ امام احمد رضا کے نام والا مقطع نہ پڑھنا تاکہ مخالف لوگ امام احمد احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا نام سن کر اعتراض نہ کریں، مگر حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی مسلسل کوششوں اور "مرکزی مجلس رضا" کے اشاعتی شعبہ نے اتنا کام کیا کہ ملک کے گوشے گوشے سے "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" کی دلنواز صدائیں فضاؤں میں گونجنے لگیں"۔

(ماہنامہ جہان رضا، لاہور، شمارہ اگست ۱۹۹۷ء، ص ۳۹)

اس گلشن کے دور ۱۹۶۸ء میں حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری اور قاضی عبدالنبی کوکب، سابق لائبریرین (مخطوطات) پنجاب یونیورسٹی لاہور نے چند احباب کے ساتھ مل کر ایک مجلس بنائی، جس کا مقصد امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی تعلیمات سے عوام کو روشناس کرانے کے لئے جدید انداز میں لٹریچر شائع کرنا تھا، حضرت حکیم صاحب علیہ الرحمہ بتایا کرتے تھے کہ ہم دو تین ساتھیوں کے ساتھ لاہور شہر میں بائیسکل پر پھر کر یوم رضا کے اشتہار لگاتے تھے، ایک مرتبہ یہ بھی فرمایا کہ جب ہم نے کام شروع کیا تو دوسرے مسلک کے میرے ایک ملنے والے

دوست نے کہا کہ حکیم صاحب ہم تو پچاس سال ہوئے آپ کے اعلیٰ حضرت بریلوی کو دفنا چکے تھے، آپ نے کہاں سے دوبارہ زندہ کر دیا، اب ہمیں دوبارہ محنت کرنی پڑے گی، حضرت حکیم صاحب نے فرمایا کہ میں نے اُسے کہا کہ یعنی آپ کو پھر سے جھوٹ بولنے کا سہارا لینا پڑے گا۔

حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۹۹ء) کتاب دوست بزرگ تھے، فقیر کو اچھی طرح یاد ہے کہ جب رائے ونڈ (مصطفےٰ آباد) میں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس ہوئی تھی، فقیر کو بھی کانفرنس میں حاضری کا موقع ملا تھا، کئی ایک علماء و مشائخ سے بھی ملاقات ہوئی تھی، حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمہ سے بھی مختصر ملاقات ہوئی تھی، اس ملاقات میں حضرت حکیم صاحب نے فقیر کو فرمایا کہ پنڈال سے باہر نوری کتب خانہ لاہور کا چھوٹا سا اسٹال زمین پر لگا ہوا ہے، وہاں کتب خانہ پر امام عاشقاں مولانا احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کے رسالے مل رہے ہیں، جتنے بھی ہو سکے وہ رسالے خرید لو، پھر نہیں ملیں گے، کتب خانہ کی مدد بھی ہو جائے گی۔

فقیر آپ سے اجازت لے کر مکتبہ کے اسٹال کی تلاش میں نکلا، ایک جگہ اسٹال مل گیا، دیکھا کہ رسالے اخباری کاغذ پر چھپے ہوئے ہیں، ان کا رنگ بھی پیلا پڑ گیا تھا، اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ رسالے چھپے ہوئے کئی سال گزر گئے تھے، کوئی خریدتا ہی نہیں تھا، میرے خیال میں ایک رسالہ ایک ہزار کی تعداد میں شائع ہوتا تھا، بہ ہر حال فقیر نے استطاعت کے مطابق رسالے خرید لئے، اور سوچتا رہا کہ اس موقع پر سوائے حضرت حکیم صاحب قبلہ کے کسی کو بھی ان کتابوں کا خیال نہیں آیا۔

زندگی کے آخری سانسوں میں بھی کتاب دوستی کا ایک واقعہ برادرم جناب متین کاشمیری سلمہٗ نے فقیر کو بتایا کہ جس دن حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمہ کا وصال ہوا، اس دن مجھے حکیم امام الدین پاکپتنی کی ایک کتاب دی کہ اس کو فوٹو اسٹیٹ کرا لائیں، میں کتاب کو لے کر فوٹو کاپی کے لئے چلا گیا، وہاں کچھ دیر ہو گئی، کام مکمل کر کے واپس مطب پر آیا تو پتا چلا

کہ حکیم صاحب قبلہ طبیعت خراب ہونے پر گھر تشریف لے گئے ہیں، میں جلدی جلدی شاد باغ آپ کے رہائش گاہ پر پہنچا، وہاں جا کر معلوم ہوا کہ حکیم صاحب قبلہ کا وصال ہوگیا ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸۶ء) نے بروز پیر ۹ر رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ بمطابق ۴ر فروری ۱۹۶۳ء کو جامعہ انوار العلوم کچہری روڈ ملتان میں بسلسلہ درس قرآن حکیم جو بیان فرمایا، اسے جناب محمد مختار احسن ایم اے مرحوم (پاکستان کے مشہور خطاط ابن کلیم کے بڑے بھائی) نے شارٹ ہینڈ سے لکھا، اس زمانہ میں ٹیپ ریکارڈر یا کمپیوٹر نہیں تھا، کئی سال بعد یہ لکھی ہوئی کاپی راقم کو ایک دوست سے ملی تو راقم نے اسے ترتیب دیا، علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ کو مسودہ بھیجا اور اس مضمون کا نام تجویز کرنے کا کہا، انہوں نے اس کا نام "توحید اور شرک" رکھا، سب سے پہلے یہ تقریر ہمارے دوست حاجی محمد صدیق فانی صاحب مرحوم (خانیوال) نے وسائل نہ ہونے کی وجہ سے اخباری کاغذ پر پانچ سو کی تعداد میں چھپوا کر مفت تقسیم کی، پھر اسے انجمن طلباء اسلام نے اپنے کورس میں شامل کیا، اس کے بعد احقر نے اس کی کتابت مخدومی حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمہ کو دکھائی اور مرکزی مجلس رضا لاہور پاکستان کی طرف سے شائع کرنے کی درخواست کی، حضرت حکیم صاحب نے اسے بہت پسند فرمایا اور فرمایا کہ میرے شیخ حضرت ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ پاکستان میں دو ہی بڑے عالم دین ہیں، ایک مولانا سیّد ابوالبرکات لاہوری اور دوسرے مولانا سیّد احمد سعید کاظمی امروہوی، حضرت حکیم صاحب نے فرمایا کہ ہم مرکزی مجلس رضا لاہور کی جانب سے اسے ہزاروں کی تعداد میں شائع کریں گے۔

کچھ عرصہ بعد احقر لاہور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو قبلہ حکیم صاحب نے فرمایا! ایک دن تین چار نوجوان لاہور کے کسی پوش ایریا سے میرے مطب پر آئے اور کہا کہ یہ کتابچہ آپ نے شائع کیا ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں یہ مرکزی مجلس رضا کی طرف سے شائع ہوا ہے، تو

وہ کہنے لگے کہ اس کتابچہ نے ہمارا ایمان بچالیا، بعد میں عالم گیر تنظیم دعوت اسلامی کراچی نے اسے شائع کیا، اس کے علاوہ پاکستان، بھارت، مقبوضہ کشمیر (بھارت) میں اس کے کئی اڈیشن شائع ہوئے، ساؤتھ افریقہ سے مولانا عبدالہادی قادری نوری ضیائی مدظلہٗ (خلیفہ مجاز حضرت قطب مدینہ علیہ الرحمہ) نے اس کا انگریزی ترجمہ کرکے وہاں سے شائع کیا، الحمدللہ اس کتابچہ کے مطالعہ سے ہزاروں نوجوانوں کے عقیدہ کی اصلاح ہوئی اور یہ سب کام حضرت حکیم صاحب علیہ الرحمہ کی توجہ سے ہوا۔

کتاب ''توحیداور شرک'' جب چھپنے کے لئے پریس بھیجی تو قبلہ حکیم صاحب علیہ الرحمہ نے راقم کے نام خط لکھا:

۷۸۶

۹۲

۱۱/اگست ۱۹۸۴ء

محترم جناب رانا صاحب زید مجدکم

سلام ورحمت !

توحیداور شرک کی اغلاط درست کرادی ہیں، آج میاں زبیر صاحب پریس میں پہنچادیں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ

''گناہ بے گناہی'' کا ایڈیشن ختم ہوچکا ہے، اس کی اغلاط سے مطلع فرمائیں، جلدی بھی کریں، مجلس کی طرف سے چھپنے والے اوراق بھی ریکارڈ کرلیا کریں۔

الاصلاح پبلی کیشنز (خانیوال) کے لئے توحیداور شرک روانہ کی تھیں جو واپس آ گئی ہیں، ایڈریس مکمل نہ تھا، سنی اداروں کا حال کچھ ایسا ہی ہے۔

والسلام

محمد موسیٰ عفی عنہ

۹۲

یکم/اکتوبر۱۹۸۲ء

محترم جناب راناصاحب

سلام ورحمت !

میاں عبدالرشید کی تالیف ''پاکستان کا پس منظر اور پیش منظر'' ادارہ تحقیقات پنجاب یونیورسٹی لاہور کی طرف سے چھپ چکی ہے، اس میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی پر سات صفحات ہیں، ظہورالدین صاحب نے یہ کتاب آپ کو وی پی کردی ہوگی، اگر نہیں کرسکے تو تحریر فرمائیں بھجوادوں۔

کتاب پڑھ کر مصنف کو شکریہ کا خط لکھیں اور ناشرین کو بھی تحریر کریں کہ پہلی بار پاکستان میں صحیح لائنوں پر کام ہوا ہے۔

''توحید اور شرک'' چھپ کر آگئی ہے، آج میاں عبدالرشید کو بغرض تبصرہ روانہ کردی ہے، ملتان کے اخباروں میں آپ خود تبصرے کروالیں۔

والسلام

محمد موسیٰ عفی عنہ

اسی طرح ایک مرتبہ فقیر کو فرمایا کہ تم نماز پر ایک کتابچہ تحریر کرو، اس کے لئے آپ نے نماز سے متعلقہ چند کتابیں فقیر کو ارسال کیں، جن میں امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی کتاب ''تعدیل ارکان'' بھی تھی، فقیر نے فقہ حنفی کے مطابق نماز پر ایک کتاب ترتیب دی، مرکزی مجلس رضا لاہور کی طرف سے اسے ہزاروں کی تعداد میں شائع کیا گیا، بعد میں یہی کتاب برادر محترم میاں زبیر احمد ضیائی مدظلہٗ نے ادارہ دارالفیض گنج بخش لاہور کی طرف سے بھی اسے شائع کیا۔

فقیر کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کتاب کہاں سے شروع کروں، اچانک حضرت غزالی

زماں علامہ سیّد احمد سعید کاظمی قدس سرہٗ کے بیان کا ایک اقتباس یاد آیا، نماز کی کتاب اَب سامنے نہیں، یادداشت کے طور پر بیان کر رہا ہوں :

’’ نماز آسمانی تحفہ ہے، حضور نبی کریم ﷺ جب معراج پر تشریف لے گئے تو وہاں سے نماز کا تحفہ ملا، آسمانوں میں حضور نبی کریم ﷺ کا نام مبارک ’’احمد‘‘ ہے، لہٰذا نماز کے ارکان اسی نام مبارک کی شکل ہے، نماز ہر دن میں پانچ مرتبہ خدا کی عبادت کا وہ خاص طریقہ ہے جسے حضور نبی کریم ﷺ نے ادا کر کے سکھایا وہ نماز کہلاتا ہے، تو گویا حضور نبی کریم ﷺ کی اداؤں کا نام طریقۂ نماز ہے، جب نمازی قیام کرتا ہے تو یہ ’’الف‘‘ (ا) ہے، اور رکوع ’’ح‘‘ (حاء) ہے، سجدہ ’’م‘‘ (میم) ہے، اور قعدہ ’’د‘‘ (دال) ہے‘‘۔

کتاب کی تیاری میں آپ خود کتنا کام کرتے تھے اور اس بارے میں حضرت حکیم صاحب کو کتنا احساس ہوتا تھا، اس سلسلہ میں حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمہ نے فقیر کو کئی خطوط لکھے، ایک مکتوب درج ذیل ہے :

۷۸۶

۹۲

۸/جنوری ۱۹۸۵ء

محترم جناب رانا صاحب

سلام مسنون !

محترم من ! آپ اپنی تالیف کردہ نماز کی کتاب کو فانی صاحب سے ہی درست کروائیے تا کہ اس کا حسن برقرار رہے، کلمہ جو ایک رہ گیا ہے، پورا نیا صفحہ لکھوائیں، تحمید کو تجدید ہی لکھا گیا ہے۔

نماز کے دُرود میں سیدنا کا اضافہ کردیں، جتنی جلدی آپ صحت کر کے بھیجیں گے اتنی جلدی ہی چھپے گی، اَب آپ کی طرف سے دیر ہوگی۔

حضرت کاظمی شاہ صاحب کی علالت کی اطلاع سے تشویش ہوئی، اللہ تعالیٰ انہیں شفائے عاجلہ وکاملہ عطا فرمائے، ان کا دم غنیمت ہے۔

''یادگار حسنین'' (مولانا حسنین رضا کی یادداشتیں) کے بارے میں پروفیسر مسعود احمد صاحب ناراضگی کا اظہار کر رہے ہیں، جلد توجہ کیجئے۔

والسلام

محمد موسیٰ عفی عنہ

۸۶ء

۹۴

جناب رانا صاحب زید لطفہ

سلام مسنون !

کتابت اور نماز کے دو تصحیح شدہ نسخے بذریعہ رجسٹری روانہ کر چکا ہوں، پھر کل ایک نسخہ تصحیح شدہ بذریعہ رجسٹری روانہ کی گئی، آج نماز کا چوتھا نسخہ عام ڈاک میں بھجوایا ہے اور اس میں سب سے زیادہ اغلاط کی نشان دہی کی گئی ہے، اَب آپ کا کام ہے کہ ان کتابوں میں اغلاط کی نشان دہیوں کو ایک نسخہ میں جمع کریں، پھر اس کے مطابق اغلاط درست کرائیں۔

اس ایڈیشن میں ایک ایک سطر فانی صاحب کے ہاتھ کی ہونی چاہیے، ٹائٹل رنگین اور خوبصورت میری نگرانی میں تیار ہوگا، لہٰذا یہ فانی صاحب سے نہ لکھوائیں، تاکید ہے۔

رمضان شریف کے اندر اندر نماز دوبارہ چھپ جانی چاہیے، یہ ضرور مدِ نظر رہے۔

ایک ایک چیز کی وصولی کی نام بنام رسید سے مطلع فرمائیں۔

والسلام

محمد موسیٰ عفی عنہ

۲۰ر اپریل ۱۹۸۵ء

۹۴

۲۹ رمئی ۱۹۸۵ء

محترم جناب رانا صاحب

سلام مسنون !

نماز کی اغلاط سوچ سمجھ کر لگوائیں، ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ کسی نے اصلاح ہی غلط دی ہو، کسی کو استاد اور راہبر مقرر کریں، اس کی زندگی بھر ضرورت رہتی ہے۔ ملخصاً

والسلام

محمد موسیٰ عفی عنہ

حضرت حکیم اہل سنت کی کتاب دوستی سے متعلق علامہ اقبال احمد فاروقی علیہ الرحمہ مالک مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور کے مضمون کا ایک اقتباس درج ذیل ہے۔

فاروقی صاحب لکھتے ہیں :

اے کلیم طور افکار رضا

اے حکیم گنج اسرار رضا

حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۸۹۷ء) میرے استاد مکرم حضرت مولانا محمد نبی بخش حلوائی رحمۃ اللہ علیہ (لاہور) کے استاد بھی تھے اور پیر و مرشد بھی، ان کی مشہور زمانہ کتاب ''تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل'' حضرت علامہ حلوائی رحمۃ اللہ علیہ کے ذاتی کتب خانہ میں موجود تھی، میرے استاد مکرم مولانا باغ علی نسیم کی خواہش تھی کہ یہ کتاب از سر نو زیور طبع سے آراستہ ہو کر لوگوں کے سامنے آئے، میں ان دنوں اورینٹل کالج لاہور میں ایم اے فارسی کے لئے یونیورسٹی کے جلیل القدر اساتذہ کے زیر تربیت خوشہ چینی کر رہا تھا، ''تقدیس الوکیل'' مرتب کرنے کے لئے آگے بڑھا، اس کی تاریخی اور اعتقادی اہمیت کو سامنے رکھا اور

مسودہ کتابت کے لئے دے دیا، چھپنے سے پہلے ایک بھرپور ابتدائیہ سپردِ قلم کیا، جب کتاب نوری کتب خانہ لاہور سے چھپ کر سامنے آئی۔

اِن دنوں ہمارا ''علمی زاویہ'' دہلی دروازہ لاہور کے باہر مولانا نبی بخش حلوائی رحمۃ اللہ علیہ کے حجرے میں تھا، ایک دن ایک جواں سال صحت مند ہی نہیں بلکہ تنومند شخص ہمارے حجرے میں آیا، اور بیٹھنے کے بعد کتاب ''تقدیس الوکیل'' کی بے پناہ تعریف کی، اس کی ضرورت اور اہمیت پر روشنی ڈالی، کتاب کے تاریخی مقامات پر اظہار خیال کیا، اور سب سے بڑھ کر میرے ابتدائیہ پر ہدیہ تحسین پیش کیا، نام پوچھنے پر بتایا کہ میرا نام محمد موسیٰ امرتسری ہے، رام گلی میں دکان ہے اور کتاب دیکھ کر آیا ہوں، آپ بھی کبھی آنا، چند دنوں بعد میں حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی دُکان (مطب) پر جا پہنچا، دُکان تو مختصر سی تھی، مگر وہاں کئی دانشوران عصر حکیم صاحب کے ''حلقہ مریضان علم'' میں بیٹھے دکھائی دیئے، مجھے بھی جگہ عطا ہوئی، خصوصی توجہ فرمائی، شربت شریں کا جام پلایا، خمیرہ گاؤزبان کھلایا، اور مجلس میں بیٹھے اہل علم حضرات سے تعارف کرایا، ان اہل علم میں ایک دیوبندی تھا، ایک وہابی حتیٰ کہ ایک مرزائی انا للہ وانا الیہ راجعون، میں تو جل بھن کر رہ گیا، حکیم صاحب سب کے ساتھ علمی باتیں کرتے اور پھر دل ستانی کی باتیں کرتے، میں حساس طبیعت کا مالک تھا، نوجوان تھا، طالب علم تھا، پھر سب سے بڑھ کر نیا نیا ''مولوی'' تھا، چکرا کر رہ گیا، افسردہ خاطر اور شکستہ دل اُٹھا اور اجازت لے کر چل دیا۔

اِن دنوں مفتی محمد حسین نعیمی صاحب نے انجمن نعمانیہ لاہور سے علیحدہ ہو کر چوک دالگراں میں جامعہ نعیمیہ کی بنیاد رکھی تھی، میں مفتی صاحب کو ملنے جاتا، وہاں علماء اہل سنت کا جمگھٹا ہوتا، میرا راستہ رام گلی سے ہوتا ہوا جامعہ نعیمیہ کو جاتا تھا مگر میں دانستہ راستہ بدل کر نکل جاتا، ایک دن میں رام گلی سے ہو کر گزرا تو حکیم صاحب کو مطب میں اکیلے بیٹھے دیکھا، رُک گیا اور بیٹھ گیا، خمیرہ کھایا، شربت پیا اور بلاشرکت غیرے حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب سے گفتگو ہوئی، مجھے یوں محسوس ہوا کہ یہ حکیم تو اپنا ہے، ہم مسلک ہے، ہم عقیدہ ہے، ہمدم ہے اور ہم دل

ہے، حکیموں کی محفل میں ہر قسم کے مریض آتے جاتے ہیں، دل مان گیا، غصہ ختم ہوا، تعصب دُور ہوا، اَب حکیم صاحب کی مجلس میں آنا جانا شروع ہوا تو واقعی حکیم محمد موسیٰ صاحب کو ایک دانشور، ایک محقق، ایک درویش، ایک فقیر اور اہل علم ودانش سے محبت کرنے والا شخص پایا، بڑے بڑے اہل علم وفضل سے ملاقات ہوئی، اوراس طرح یہ سلسلہ ایک عرصہ تک نہیں بلکہ زندگی بھر چلتا رہا۔

حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب اِن دِنوں "تذکرہ علمائے امرتسر" پر کام کر رہے تھے، ان کے اپنے مضامین اور تبصرے مختلف قلمی ناموں سے "فیض الاسلام راولپنڈی" میں چھپ رہے تھے، بعض اہم کتابوں پر ان کے ابتدائیے، مقدمے اور دیباچے اہل علم وفضل کو اپنی طرف کھینچ رہے تھے، مجھے حکیم صاحب نے ترغیب دی کہ میں علمائے امرتسر کی طرز پر "تذکرہ علمائے اہلسنت لاہور" مرتب کروں، میں کام کرنے لگا، حکیم صاحب نے اس سلسلہ میں نہ صرف میری راہنمائی فرمائی بلکہ بڑی مدد دی۔

اِن کے اِردگرد اہل علم کا ایک حلقہ ہر وقت قائم رہتا ہے، وہ علمی اور تحقیقی کام کرنے والوں کی راہنمائی کرتے ہیں، میں ایسے سینکڑوں مشاہیر قلم کو ذاتی طور پر جانتا ہوں جو بعض علمی مسائل کے حل کے لئے حکیم صاحب کے پاس آئے، آپ ان سکالرز، طالب علم اور محققین کی راہنمائی سے کبھی پہلوتہی نہ کرتے، راہنمائی کرتے، اطلاع دیتے، کتابوں کے حوالے دیتے، اگر کوئی سکالر کتابیں نہ خرید سکتا تو اپنی محدود آمدنی سے خود کتاب خریدتے اور رجسٹری کرا کے اس کے گھر تک پہنچاتے۔

ایک وقت تھا کہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری کو کوئی نہیں جانتا تھا، مگر جب حکیم صاحب نے فاضل بریلوی جیسے **Neglected genious of the East** کو متعارف کرانے میں اپنی زندگی کا بہترین حصہ وقف کردیا، تو اَب جہاں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کا نام لیا جائے گا، حکیم صاحب ساتھ کھڑے ہوئے آتے ہیں۔

(ملخصاً مضمون از پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، ماہنامہ جہان رضا لاہور، شمارہ اگست ۱۹۹۷ء)